پوتے کی میراث کا مسئلہ
ایک تحقیقی جائزہ

حضرت مولانا قاضی عبدالرزاق صاحبؒ
(سابق قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ بہار واُڑیسہ وجھارکھنڈ، برائے دارالقضاء کشن گنج)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک مرتبہ پڑھے لکھوں کی ایک مجلس میں ایک صاحب نے مجھ سے پوتے کی وراثت کے متعلق دریافت کیا، میں نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا، بیٹے کی طرح پوتا بھی وارث ہے، یہ سن کر ان کو اچنبھا سا لگا، کہنے لگے: تمہارے علماء تو پوتے کو محروم الإرث کہتے ہیں اور تم وارث کہتے ہو، تم میں یہ روشن خیالی کہاں سے آئی، میں نے کہا: میں ہی نہیں پورا اسلامی فقہ روشن ہی روشن ہے، اسلام بجائے خود جہالت کی تاریکیوں میں ایک بے مثال روشن آفتاب ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ فقہائے اسلام پوتے کو محروم الإرث کہتے ہیں، آج تک کسی فقیہ نے پوتے کو محروم الإرث نہیں کہا — کہنے لگے کہ اگر زید کا کوئی لڑکا ہو اور پوتا بھی، تو علماء کرام کہتے ہیں، اس صورت میں پوتا کو ترکہ نہیں ملے گا، میں نے کہا علماء بالکل ٹھیک کہتے ہیں، کہنے لگے تم عجیب مولوی ہو، ایک طرف کہتے ہو پوتا وارث ہے دوسری طرف صورت بالا میں علماء کا پوتے کو حصہ نہ دینا بھی ٹھیک کہتے ہو، میں نے کہا ذرا ٹھہریے جلدی نہ کیجئے، پوتا اصالۃً وارث ہے اور صورت بالا میں محروم الارث نہیں محجوب الإرث ہے، محروم اور محجوب دو الگ الگ حکم ہیں، پھر یہ کہ پوتے کے ساتھ اس کی کوئی خصوصیت نہیں، کوئی بھی رشتہ دار جو اصالۃً وارث ہے، بعض حالتوں میں محجوب ہوسکتا ہے؛ بلکہ محجوب ہونا ہی دلیل ہے کہ وہ وراثت سے محروم نہیں، پھر میں نے ان کو بتایا کہ محروم اور محجوب میں کیا فرق ہے؟ محروم دراصل وہ ہے جس کو متوفی کا ترکہ کبھی اور کسی حالت میں نہ ملے اور محجوب وہ ہے جس کو بعض حالتوں میں ترکہ ملے اور بعض میں کسی قریبی حقدار کی موجودگی سے ترکہ نہیں ملے — اس گفتگو کو ایک عرصہ ہوگیا ان دنوں مسلم پرسنل لا (عائلی قوانین) اپنوں اور بیگانوں میں ناقابل ترمیم و تنسیخ تسلیم شدہ مسئلہ تھا، اخبار رسائل یا مجلس قانون ساز میں اس کے خلاف بحث و مباحثہ ناقابل تصور تھا، پرائیوٹ مجلسوں میں کبھی کبھار اس پر گفتگو آتی تو اس کا مقصد علمی طبع آزمائی سے زیادہ کچھ نہ تھا، مگر ادھر چند برسوں سے بات بیگانوں سے چلی اور دھیرے دھیرے اخبار ورسائل میں مسلم پرسنل لا کے خلاف بحثوں پر بحثیں ہونے لگی ہیں، حتی کہ مجالس قانون ساز میں جہاں مذہب نا آشناؤں کی اکثریت

ہوتی ہے پرسنل لا کے بجائے یکساں سیول کوڈ کی بات چل پڑی ہے، علماء کرام پرسنل لا کی حمایت اور یکساں سیول کوڈ کی مدافعت میں اپنے طور پر زور لگا رہے ہیں، دستور کی رُو سے مسلم پرسنل لا محفوظ ہے، مگر دستور کے رہنما اُصول کے مطابق یکساں سیول کوڈ نافذ کیا جاسکتا ہے، ظاہر ہے کہ صرف بیگانوں کی اکثریت سے مسلم پرسنل لا کے خلاف کوئی قانون پاس کر لینا زور زبردستی کی بات ہوتی، اس لئے مخالفین چاہتے ہیں کہ اپنوں میں سے جتنے ہوسکیں ہموار کر لئے جائیں، حمید دلوائی کی تحریک اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، وہ تو خیر ہوئی کہ انھوں نے چلتے چلاتے وصیت کر کے اپنے غیر مسلم ہونے کا اعتراف کر لیا، مگر اس تحریک سے کئی ایک (بقول خود) دانشور مسلمان متأثر ہو ہی گئے، یہ دانشور مسلمان مغربی تہذیب کے تعلیم یافتہ ہیں، جن کی رائے اسلامی فقہی مسائل میں اُصولاً غیر وقیع ہے؛ لیکن اس اندازِ فکر سے متأثر حضرات مسلم پرسنل لا سے متعلق چند مسائل کو سامنے لاتے رہتے ہیں اور ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں قانونِ اسلامی سے دوری پیدا ہو، پوتے کی وراثت کا مسئلہ بھی انھیں مسائل میں سے ایک ہے جو مغرب زدہ دانشوروں کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔

اگلے صفحات میں اسی مسئلہ پر اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کی گئی ہے، خدا کرے یہ رسالہ مختلف ذہنوں میں پڑی گرہوں کو کھولنے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ (آمین)

اُصولِ میراث کے مطابق دادا اور پوتا کی وراثت کا اجمالی خاکہ

انسان جب تک زندہ ہے اپنی کمائی اور جائداد میں تصرف کا خود مختار ہے اور جب وہ وفات پاتا ہے تو مردہ بدست زندہ ہو جاتا ہے، معاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے، اس کا متروکہ کس کو دیا جائے؟

ظاہر ہے ہر سلیم الطبع ذہن بول اُٹھے گا کہ اگر متوفی پر کوئی قرض رہ گیا ہو تو پہلے اُسے ادا کیا جائے گا، ورنہ اس ک پسماندگان رشتہ داروں کو اس کی متروکہ جائداد ملنی چاہئے، عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے اور یہ سمجھنا صحیح بھی ہے اور یہی علم میراث کی بنیاد بھی ہے، مگر اس بنیاد پر ایک ساتھ دو سوال اُٹھتے ہیں: (۱) سب ہی پسماندگان کو دی جائے یا ان میں کوئی ترتیب ہے، (۲) سب کو برابر برابر دی جائے گی یا کم وبیش دی جائے گی، ظاہر ہے ہر وارث اپنے لئے کوئی نہ کوئی وجہ ترجیح ثابت کر سکتا ہے، اس لئے خدا نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ان دونوں سوالوں کے حل کے لئے ورثاء کی تین قسمیں قرار دی ہیں، مگر یہ حقیقت ہے کہ قرآن وسنت نے بعض ورثاء کے لئے متروکہ جائداد کا ایک حصہ متعین کر دیا ہے، مثلاً کسی کے لئے پوری جائداد کا آدھا (یعنی $\frac{1}{2}$) یا چوتھائی (یعنی $\frac{1}{4}$) متعین کیا

گیا ہے تو کسی کے لئے آٹھوں حصہ (یعنی) مقرر کیا گیا ہے، وغیرہ وغیرہ، ان ورثاء کو ذوالفروض کہتے ہیں، یہ پہلی قسم ہے ورثاء کی، ظاہر ہے جب کسی وارث کو بٹہ کی شکل میں مثلاً دیا گیا تو متوفی کا متروکہ بچا رہا، یہ جس وارث کو دیا جائے گا وہ عصبہ کہلاتا ہے، یہ دوسری قسم ہے ورثاء کی۔

اس طرح مورث کا کل ترکہ ذوالفروض اور عصبہ پر ختم ہو جائے گا؛ لیکن ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی مورث کے ورثاء میں نہ ذوی الفروض ہو اور نہ عصبہ، تو متروکہ جائداد، جن رشتہ داروں کو دی جائے گی ان کو ذوی الارحام کہتے ہیں —— یہ تیسری قسم ہے ورثاء کی —— اس سے معلوم ہوا کہ ذوی الفروض اور عصبہ ہی اولین ورثاء ہیں ان کی کل تعداد ۲۸ ہیں، پھر ان ۲۸ ورثاء میں سے ہر ایک وارث کی دوسرے وارث کی موجودگی سے ۲۸ حالتیں ہوسکتی ہیں؛ لیکن بعض وارث کی بعض حالت مہمل بھی ہوسکتی ہے، مثلاً ''شوہر موجودگی شوہر'' کی شکل مہمل ہے؛ کیوں کہ کسی عورت کے دو شوہر ایک ساتھ نہیں ہوسکتے —— اسی طرح بیوی موجودگی بیوی کی شکل مہمل ہے؛ کیوں کہ کسی عورت کی بیوی نہیں ہوتی، اسی طرح پوتا بموجودگی شوہر کی شکل مہمل ہے؛ کیوں کہ کسی مرد کا شوہر نہیں ہوسکتا، اسی طرح دادا بموجودگی شوہر اور بوجودگی دادا کی شکلیں مہمل ہیں؛ کیوں کہ جس طرح کسی مرد کا شوہر نہیں ہوسکتا ہے، اسی طرح کسی کے دو دادا نہیں ہوسکتے ہیں، اور چوں کہ مرد کا شوہر نہیں ہوسکتا ہے، اس لئے لڑکا موجودگی شوہر کی شکل بھی مہمل ہے، اس کا حاصل یہ ہوا کہ لڑکا اور پوتا ہر ایک کی صحیح حالتیں ۲۷ ہیں اور دادا کی صحیح حالتیں ۲۶ ہیں۔

چوں کہ یہاں بحث صرف دادا اور پوتے کی ہے، اس لئے ذیل میں ہم انھیں دونوں کی حالتیں اور ان کے حصے لکھتے ہیں:

نمبر شمار	پوتا	دادا	موجودگی
۱	باقی ترکہ	$\frac{1}{6}$ (اور باقی ترکہ)	بہ موجودگی لڑکی کے
۲	باقی ترکہ	$\frac{1}{6}$ (اور باقی ترکہ)	بہ موجودگی لڑکیوں کے
۳	پوتے کو دو حصہ پوتی کو ایک حصہ	$\frac{1}{6}$ (اور باقی ترکہ)	بہ موجودگی پوتی کے
۴	پوتے کو دو حصہ پوتی کو ایک حصہ	$\frac{1}{6}$ (اور باقی ترکہ)	بہ موجودگی پوتیوں کے
۵	باقی ترکہ	باقی ترکہ	بہ موجودگی ماں کے
۶	باقی ترکہ	کل ترکہ دادا کی طرف سے	بہ موجودگی دادی (جدۂ صحیحہ) کے
۷	کل ترکہ	اختلاف ہے	بہ موجودگی سگی بہن کے

۸	کل ترکہ	اختلاف ہے	بہ موجودگی سگی بہنوں کے
۹	کل ترکہ	اختلاف ہے	بہ موجودگی علاتی بہن کے
۱۰	کل ترکہ	اختلاف ہے	بہ موجودگی علاتی بہنوں کے
۱۱	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی اخیافی بھائی، بہن کے
۱۲	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی اخیافی بھائیوں، بہنوں کے
۱۳	مہمل	مہمل	بہ موجودگی شوہر کے
۱۴	باقی ترکہ	باقی ترکہ	بہ موجودگی بیوی کے
۱۵	محجوب	$\frac{1}{6}$	بہ موجودگی لڑکا کے
۱۶	کل مشترک	$\frac{1}{6}$	بہ موجودگی پوتا کے
۱۷	باقی ترکہ	محجوب	بہ موجودگی باپ کے
۱۸	باقی ترکہ	مہمل	بہ موجودگی دادا کے
۱۹	کل ترکہ	اختلاف ہے	بہ موجودگی سگا بھائی کے
۲۰	کل ترکہ	اختلاف ہے	بہ موجودگی علاتی بھائی کے
۲۱	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی سگا بھتیجا کے
۲۲	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی علاتی بھتیجا کے
۲۳	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی سگا چچا کے
۲۴	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی علاتی چچا کے
۲۵	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی سگا چچیرا بھائی کے
۲۶	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی علاتی چچیرا بھائی کے
۲۷	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی معتق کے
۲۸	کل ترکہ	کل ترکہ	بہ موجودگی عصبۂ معتق کے

اس جدول میں دادا کو ($\frac{1}{6}$) اور باقی ترکہ، لڑکیوں اور پوتیوں کی موجودگی میں لکھا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیوں اور پوتیوں کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ اور کل ترکہ کا ($\frac{1}{6}$) دونوں دادا کو دیا جائے گا۔

دادا اور پوتے کے خانوں میں صرف باقی ترکہ جہاں لکھا ہوا ہے وہ جن کی موجودگی میں لکھا ہوا ہے ان کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد کل بچا ہوا ترکہ دادا یا پوتے کو دیا جائے گا، کل ترکہ دادا کو اس کی طرف سے بہ موجودگی جدۂ صحیحہ کے دادا کے خانے میں لکھا ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جدۂ

صحیحہ دادیاں بھی ہیں اور نانیاں بھی؛ لیکن دادا کو کل ترکہ اُن جدات صحیحہ کی موجودگی میں ملے گا، جو دادا کی طرف سے ہوں، اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ جدۂ صحیحہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) نانی اور نانی کی ماں وغیرہا، (۲) دادی اور دادی کی ماں وغیرہا، (۳) دادا کی ماں وغیرہا، یہاں مراد یہ ہے کہ دادا کو کل ترکہ ان جدات کی موجودگی ملے گا جو دادا کی طرف سے ہوں، یعنی جدات کی صرف تیسری قسم کی موجودگی میں۔

جدات کی پہلی اور دوسری قسم کی موجودگی میں پہلے ان جدات کو (۱/۶) حصہ دے دیا جائے گا، اس کے بعد باقی ماندہ (۵/۶) دادا کو ملے گا۔

جہاں اختلاف لکھا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عینی اور علاتی بھائی بہنوں کی موجودگی میں دادا کے ترکہ کی مقدار میں اختلاف ہے، نفس ترکہ ملنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے — کل مشترک صرف پوتا بہ موجودگی پوتا، کے خانہ میں لکھا ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کل ترکہ سبھی پوتوں کو برابر ملے گا — کل ترکہ (۱/۲) ترکہ اور محروم کا مطلب ظاہر ہے، پس اس جدول سے معلوم ہوا کہ دادا کی ۲۶ حالتیں صحیح اور دو حالتیں مہمل ہیں؛ جب کہ پوتے کی ۲۷ حالتیں صحیح اور صرف ایک حالت مہمل ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پوتے کی وراثت، دادا کو پوتے کے دوسرے ۲۵ ورثہ کی موجودگی میں ملتی ہے اور صرف ایک وارث (یعنی باپ) کی موجودگی میں دادا، پوتے کی وراثت سے مجحوب رہتا ہے، اور دادا کی وراثت، پوتے کو دادا کے دوسرے ۲۶ ورثاء کی موجودگی میں ملتی ہے اور صرف ایک وارث (بیٹا) کی موجودگی میں پوتا مجحوب ہوتا ہے، غرض کہ دادا اور پوتا دونوں صرف ایک ایک حالت میں ایک دوسرے کی وراثت سے مجحوب ہوتے ہیں، باقی تمام صحیح حالتوں میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

یہ ہے اُصول میراث کے مطابق دادا اور پوتے کی وراثت کی اصل حقیقت جس سے واضح ہوجاتا ہے کہ دادا کی متروکہ جائداد میں پوتے کو ایک کے سوا تمام حالتوں میں شریعت اسلامیہ نے وارث قرار دیا ہے، اسی طرح اگر پوتا مال وجائداد چھوڑ کر دادا کے حین حیات مرتا ہے تو دادا کو بھی ایک کے علاوہ سب ہی حالتوں میں پوتے کا وارث مانا گیا ہے۔

مگر پوتے کے ایک ہی حالت میں صحیح مجوب ہونے کو مخالفین نے پرسنل لا کے خلاف پروپیگنڈہ کا حربہ بنالیا ہے، وہ اس سلسلہ میں تین چار باتیں کہتے ہیں :

پہلی بات :

عام ذہنوں کو متاثر کرنے کے لئے بڑی سنجیدگی سے اس پوتے کو جو صرف ایک حالت میں مجوب ہوتا ہے، یتیم پوتے سے تعبیر کرتے ہیں؛ تاکہ قانون اسلامی کے اس حصہ سے ان کا ذہن دور ہو جائے، اس کے ساتھ پروپیگنڈہ کی یہ تکنیک بھی اختیار کرتے ہیں کہ اسلام نے یتیموں کی دستگیری کا حکم دیا ہے، چوں کہ اسلام کا یہ حکم ہر مسلمان کو اور ہر یتیم کے لئے دیا گیا ہے، عام ازیں کہ وہ اس کا اپنا پوتا ہو یا کسی دوسرے متوفی کا پوتا ہو؛ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی کا اپنا پوتا اس کی وفات کے بعد کسی بھی حالت میں اس کی وراثت سے محروم قرار پائے؛ لیکن کسی کا یتیم ہونا چاہے کتنا ہی قابل رحم ہو، فرائض اور وراثت کی بنیاد ہرگز نہیں؛ کیوں کہ شرعی لحاظ سے یتیم صرف وہ بچہ ہے جس کا باپ اس کی نابالغی میں انتقال کر جائے، اسلام نے جس یتیم کی دستگیری کا حکم دیا ہے وہ حتمی طور پر نابالغ بچہ ہی مراد ہے، پس یتیم پوتا وہ بچہ ہوا جس کا باپ اور دادا یکے بعد دیگرے اس کی نابالغی میں مر گئے ہوں، دراں حالاں کہ پوتے بابِ وراثت میں تین قسم کے ہوسکتے ہیں، ایک وہی جس کی نابالغی میں پہلے باپ پھر دادا مر جائے، دوسرا وہ جس کی نابالغی میں باپ اور بلوغ کے بعد دادا وفات پائے، تیسرا وہ جس کا باپ اور دادا یکے بعد دیگرے بلوغ کے بعد اللہ کو پیارے ہو جائیں،(۱) اور جب ہم دادا کی وراثت کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں تو پوتے چھ قسم کے ہو جاتے ہیں :

(۱) وہ پوتا: جس کی نابالغی میں باپ پھر دادا نے انتقال کیا ہو اور اس کا کوئی چچا نہ ہو۔

(۲) وہ پوتا: جس کی نابالغی میں باپ اور بلوغ کے بعد دادا کا انتقال ہوا ہو اور اس کا کوئی چچا نہ ہو۔

(۳) وہ پوتا: جس کا باپ اور دادا دونوں نے بلوغ کے بعد انتقال کیا ہو اور اس کا کوئی چچا نہ ہو۔

(۴) وہ پوتا: جس کی نابالغی میں یکے بعد دیگرے باپ اور دادا نے انتقال کیا ہو اور اس کے ساتھ اس کا چچا موجود ہو۔

---

(۱) یہاں پہلے دادا پھر باپ مرنے کی شکل نہیں بیان کی گئی؛ کیوں کہ دادا کے انتقال کے بعد اگر باپ کا انتقال ہو تو پورے مسئلہ کی نوعیت بالکل ہی بدل جائے گی، ایسی شکل میں دادا کے متروکہ کا حقدار والد ہوگا اور والد کے بعد وہ بچہ حقدار ہوگا۔

(۵) وہ پوتا: جس کی نابالغی میں باپ اور بعد بلوغ دادا نے انتقال کیا ہو اور اس کے ساتھ اس کا چچا موجود ہو۔

(۶) وہ پوتا: جس کے بلوغ کے بعد پہلے باپ پھر دادا نے انتقال کیا ہو اور اس کے ساتھ اس کا چچا موجود ہو۔

پہلی تین صورتوں میں دادا کا ترکہ پوتے کو ملے گا؛ حالاں کہ صرف پہلی صورت یتیم پوتے کی ہے، دوسری اور تیسری صورت بالغ پوتے کی ہے، یتیم پوتے کی نہیں پھر بھی وہ وارث ہیں، اس کے برعکس اخیر تین صورتوں میں پوتا محجوب ہوتا ہے؛ حالاں کہ ان کی صرف پہلی صورت یتیم پوتے کی ہے، دوسری اور تیسری صورت بالغ پوتے کی ہے، پھر بھی محجوب نہیں، اس طور پر قانونِ اسلامی نے وراثت کے سلسلہ میں یتیمی کو بنیاد نہیں بنایا؛ بلکہ بعض حالتوں میں بالغ پوتے بھی محجوب ہوتے ہیں اور بعض حالتوں میں یتیم پوتے کو بھی دادا کا ترکہ ملتا ہے، اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسی کا یتیم ہونا قابل رحم ہوسکتا ہے، فرائض اور وراثت کی بنیاد ہرگز نہیں۔

مخالفین کی دوسری بات

پرسنل لا کے یہ معاندین وارث پوتے کی تعبیر یتیم پوتے سے کر کے دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ مروجہ فقہی قانون کی رو سے یتیم پوتے کو دادا کے ترکہ میں کوئی حصہ نہیں ملتا، یہ فقہاء کی اجتہادی غلطی ہے اور قرآن کے خلاف بھی؛ کیوں کہ قرآن نے کہیں بھی صراحتاً یا اشارۃً یتیم پوتے کو محروم الارث قرار نہیں دیا ہے، مخالفین کی یہ بات دو جزء پر مشتمل ہے، پہلا جزء یہ ہے کہ فقہاء نے یتیم پوتے کو دادا کے ترکہ سے بالکلیہ محروم کر دیا ہے، یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے اس موقع پر ہم اپنے قارئین کی توجہ گذشتہ جدول کی طرف منعطف کرتے ہیں، اس جدول میں واضح کیا گیا ہے کہ پوتے کی ۲۷ صحیح حالتیں ہیں، جن میں سے ۲۶ حالتوں میں پوتے کو خواہ یتیم ہو یا بالغ، دادا کا ترکہ ملتا ہے، اس لئے مروجہ فقہی قانون پر پوتا کو دادا کے ترکہ سے بالکلیہ محروم کرنے کا الزام ($\frac{۲۶}{۲۷}$) غلط اور بے بنیاد ہے، اندریں صورت مروجہ فقہی قانون کو فقہاء کی اجتہادی غلطی قرار دینا ($\frac{۱}{۲۷}$) درجہ میں قرار پاسکتا ہے؛ کیوں کہ اس جدول میں پوتے کو ۲۷ میں سے صرف ایک حالت میں محجوب دکھلایا گیا ہے، مگر یہ بھی غلط ہے، ہمارے قارئین ذرا زحمت انتظار گوارہ کریں، عنقریب ہم قطعی دلیل سے ثابت کریں گے کہ ۲۷ میں سے ایک حالت میں پوتے کا محجوب ہونا انتہائی انصاف پر مبنی ہے اور فقہاء کرام کی عین اجتہادی

تصویب ہے، اس کے برعکس اگر اس ایک حالت میں بھی پوتے کو خاص کر یتیم یعنی نابالغ پوتے کو دادا کے ترکہ کا حقدار مانا جاتا تو وہی بے انصافی اور اجتہادی غلطی ہوتی۔

مخالفین کی دوسری بات کا دوسرا جزء یہ ہے کہ ۲۷ میں سے صرف ایک حالت میں سہی پوتے کو دادا کا ترکہ نہ دینا خلاف قرآن ہے، یعنی مخالفین یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے کہیں بھی یہ حکم نہیں دیا ہے کہ پوتے کو دادا کی وراثت نہ دی جائے، پس ایک ہی حالت میں سہی وراثت نہ دینا خلافِ قرآن ہوا۔

یہاں علمی نقطۂ نظر سے مخالفین سے ایک فحش غلطی یہ ہوگئی کہ ثبوت عدم کی بجائے عدم ثبوت سے استدلال کیا گیا، اس طرح ثبوت عدم اور عدم ثبوت کے فرق کو ختم کر دیا گیا، قاعدہ یہ ہے کہ عدم ثبوت سے ثبوت عدم نہیں ہوتا ہے، ایک تو یہ ہے کہ کسی خاص مسئلہ میں کوئی حکم قرآن مجید میں صراحتاً یا اشارۃً نہ ہو، یعنی وہ حکم ثابت بالقرآن نہیں ہے، اسے عدم ثبوت کہیں گے، دوسرے یہ کہ قرآن مجید نے کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ عدمی حکم ہوا، اس کے ثابت کرنے کا ثبوت عدم کہتے ہیں، پوتے کو ایک حالت میں وراثت نہ دینے کا صراحتاً یا اشارۃً حکم بالفرض قرآن نے نہ دیا ہو یہ عدم ثبوت ہوا؛ لیکن اس حکم کے نہ دینے سے جس طرح سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ پوتے کو دادا کا ترکہ نہ دیا جائے، اسی طرح یہ بھی تو ثابت نہیں ہوتا ہے کہ پوتے کو دادا کا ترکہ اس ایک حالت میں بھی دیا جائے، یہ ہیں: ''ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا''۔

تیسری بات

اس سلسلہ میں ایک اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ دادا کے انتقال کے بعد اگر دادا کے لڑکے زندہ ہوں تو پوتے کو محروم قرار دیا جاتا ہے؛ لیکن یہی یتیم پوتا اپنی اولاد (۱) اور چچا کے ساتھ دادا کی موجودگی میں مرتا ہے تو یتیم پوتے کا ترکہ دادا کو دیا جاتا ہے، دراصل اس اشکال سے ذہن کو اس طرف منتقل کیا جاتا ہے کہ دادا اور پوتا دونوں صاحب اولاد ہوں تو شکل ایک جیسی ہوجاتی ہے، اس لئے اگر دادا کو پوتے کے انتقال کے بعد اس کی جائداد کا وارث بنایا جانا صحیح ہے تو پھر اسی طرح دادا کے مرنے کے بعد اس کی جائداد میں پوتے کو بھی حصہ ملنا چاہئے؛ لیکن جانبین سے مشاکلت کے باوجود فقہاء نے دادا کو تو حق دلانا ضروری سمجھا، مگر پوتے کو نہیں۔

---

(۱) یہ فرضی صورت انتہائی مضحکہ خیز ہے؛ کیوں کہ یتیم یعنی نابالغ پوتا صاحب اولاد نہیں ہوسکتا ہے۔

مخالفین کا یہ اشکال دراصل ایک دھوکہ ہے جو وہ خود کھائے ہوئے ہیں اور دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، تفصیل کے لئے پہلے یہ سمجھئے کہ دادا اور پوتا ایک جیسے ورثاء چھوڑنے کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں :

(۱) پوتا — اوراس کا عکس — دادا

میت — میت

اولاد، دادا، چچا — پوتا، پر پوتا، بیٹا

یعنی پوتا (زید) اپنی اولاد، دادا، اور چچا کو چھوڑ کر مرا اوراس کا عکس یہ ہے کہ دادا اپنا لڑکا (زید کا چچا) اور پوتا اور پر پوتا کو چھوڑ کر مرا۔

(۲) پوتا — اوراس کا عکس — دادا

میت — میت

دادا، چچا — بیٹا، پوتا

یعنی پوتا مرا صرف دادا اور چچا کو چھوڑ کر اور دادا مرا اپنا بیٹا اور پوتا چھوڑ کر، مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں میراث پوتے کو نہ ملے گی؛ جب کہ پوتے کی میراث دادا کو ملے گی۔

(۳) پوتا — اوراس کا عکس — دادا

میت — میت

دادا — پوتا

یعنی پوتا مرا صرف دادا کو چھوڑ کر اور دادا مرا صرف پوتا کو چھوڑ کر اس صورت میں پوتے کی میراث دادا کو اور دادا کی میراث پوتے کو یکساں طور پر ملے گی۔

(۴) دادا — اوراس کا عکس — پوتا

میت — میت

لڑکا، پوتا — باپ، دادا

اس صورت میں مشاکلت کے باوجود نہ دادا پوتے کا وارث قرار دیا جائے گا اور نہ پوتا دادا کی جائداد میں حصہ دار ہوگا، ایسی چار شکلیں ہیں جن میں مشاکلت کے باوجود بعض میں پوتے کو حقدار قرار دیا گیا ہے اور بعض میں نہیں۔

مخالفین صرف پہلی شکل کو سامنے رکھ کر اشکال کرتے ہیں کہ اس صورت میں جب دادا مرا تو اپنا لڑکا (پوتے کا چچا) اور پوتا نیز پوتے کی اولاد چھوڑی مگر سارا ترکہ اس کے لڑکے کو ملا اور پوتا

اور پر پوتے سب محروم رہے، اور جب یہی پوتا مرا اور اپنی اولاد اور دادا نیز چچا کو چھوڑا تو پوتے کا ترکہ دادا کو ملا، پس اس صورت میں دادا اور پوتا جن پسماندگان کو چھوڑ کر مرے وہ طرفین میں ایک ہی نوعیت کے ہیں؛ لیکن باوجود ہم نوعیت کے طرفین ترکہ پانے میں برابر نہیں ہوئے، اس لئے ان کے خیال میں باوجود مشاکلت کے ترکہ پانے میں یہ عدم مساوات مروجہ فقہی قانون کی غلطی کا نتیجہ ہے، مگر نہ صرف یہ اشکال غلط ہے؛ بلکہ اشکال کی بنیاد بھی غلط ہے۔

اشکال کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ جب دو اشخاص کے درمیان اسباب وراثت میں سے کوئی سبب پایا جائے تو دونوں کو ایک دوسرے کا وارث ہونا چاہئے اور ترکہ بھی پانا چاہئے، سبب وارثت پائے جانے کے بعد ان میں سے ایک دوسرے کا وارث ہو، دوسرا اس کا وارث نہ ہو تو غلط بات ہوگی، اس مفروضہ کے مطابق جب دادا اور پوتے کے درمیان سبب وراثت پایا جاتا ہے تو لامحالہ جس طرح دادا کو پوتے کی وراثت ملتی ہے تو پوتے کو بھی دادا کی وراثت ملنی چاہئے، مگر فقہاء کرام پوتے کا ترکہ تو اس حال میں بھی دادا کو دلاتے ہیں، دادا کا ترکہ اس حال میں پوتے کو نہیں دلاتے ہیں؛ لہٰذا مذکورہ مفروضہ کے مطابق دادا کی وراثت پوتے کو نہ دلانا فقہاء کرام کی اجتہادی غلطی کا نتیجہ قرار پائے گا، مگر اس مفروضہ کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہے، نیز اُصول میراث سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

دیکھئے! اسبابِ وراثت میں ایک ولاء بھی ہے جو معتَق کے درمیان پایا جاتا ہے، مگر معتِق کا ترکہ معتِق کو نہیں ملتا ہے، معتِق کا ترکہ معتَق کو نہیں ملتا، اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ کسی کا ایک غلام ہو مالک نے غلام کو بغیر کسی شرط کے آزاد کر دیا، اب یہ آزاد شدہ غلام جو کچھ کما کر مرنے کے بعد ترکہ چھوڑے گا وہ ولاء کہلاتا ہے، ولاء کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مالک نے اپنے غلام کو اس شرط پر آزاد کیا کہ غلام مالک کو ایک مخصوص رقم ادا کرے، ابھی یہ غلام مخصوص رقم ادا نہیں کر پایا تھا کہ ایک دوسرے شخص نے غلام کی طرف سے یہ مخصوص رقم اس کے مالک کو ادا کر دی، اب غلام آزاد ہو گیا، آزاد شدہ غلام معتَق ہوا اور رقم ادا کرنے والا معتِق، اس کے بعد وہ آزاد شدہ غلام جو کچھ کما کر مرنے کے بعد ترکہ چھوڑے گا وہ ولاء کہلاتا ہے، علم میراث میں دونوں صورتوں میں معتِق اس غلام کے ولاء کا وارث ہوتا ہے، غلام اس معتِق کے ترکہ کا وارث نہیں ہوتا ہے، چاہے معتِق اور معتَق اپنا کوئی عزیز وقریب چھوڑ کر مرے چاہے نہ چھوڑے، معتَق کا ترکہ معتِق کو ملے گا، معتِق کا ترکہ معتَق کو نہ ملے گا، اس سبب وراثت (ولاء) میں یک طرفہ وارث ہوتا ہے، دوطرفہ نہیں، یہ مثال تھی ولاء کی، اس سے یہ

نہیں سمجھنا چاہئے کہ دوسرے اسباب وراثت میں ایسی شکل نہیں ہوتی، قرابت نسبی میں بھی ایسی شکل پائی جاتی ہے، مثلاً زید اور ہندہ آپس میں پھوپھی اور بھتیجا ہیں اور ان میں سبب وراثت قرابت نسبی ہے، فرض کیجئے ہندہ مری اور اپنے پیچھے اپنی لڑکی کے ساتھ بھتیجا کو چھوڑا تو ہندہ کا ترکہ عصبہ کی حیثیت سے بھتیجا کو ملے گا، اس کے برعکس بھتیجا مرے اور اپنی لڑکی کے ساتھ پھوپھی کو چھوڑا تو بھتیجا کا ترکہ پھوپھی کو نہ ملے گا؛ کیوں کہ وہ ذوی الارحام میں سے ہے؛ حالاں کہ دونوں بہ سبب قرابت نسبی کے ایک دوسرے کے وارث ہیں، ایک اور مثال لیجئے کسی شخص کی چار بیویاں ہیں اگر اس کا انتقال ہوگیا اور اس کی اولاد نہیں ہے تو ہر ایک بیوی کو شوہر کے متروکہ کا ایک ایک آنہ ملے گا اور اگر اس کی اولاد بھی ہے تو مذکورہ بالا حصہ کا آدھا ہر بیوی کو ملے گا، اس کے برعکس جب بیویوں کا انتقال ہوجائے تو اس کے شوہر کو ہر ایک مرحومہ کی جائداد کا چار چار اور آٹھ آٹھ آنہ ملے گا، حساب لگا کر دیکھئے، بیوی اور شوہر میں سولہ گنا کا فرق ہوسکتا ہے؛ حالاں کہ دونوں قرابت سببی (نکاح) کے ذریعہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے ہیں۔

اسبابِ وراثت کل تین ہیں: (۱) ولاء میں یک طرفہ صرف معتِق وارث ہوا، (۲) قرابت نسبی میں دونوں ایک دوسرے وارث تو ہوئے مگر ترکہ صرف ایک کا دوسرے کو ملا، دوسرے کا پہلے کو نہ ملا اور (۳) قرابت سببی میں ایک دوسرے کا وارث بھی ہوا اور ترکہ بھی ملا، مگر سولہ گنا تک کا فرق ہوسکتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض پوتے کی وراثت ہر حال میں دادا کو ملے تو دادا کی وراثت بھی ہر حال میں پوتے کو ملے لازمی نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اشکال کی بنیاد جس مفروضہ پر تھی وہ بجائے خود غلط ہے، تاہم یہ سوال اپنی جگہ برقرار رہتا ہے کہ پوتا جب اپنی اولاد کے ساتھ دادا کو اور دادا کی اولاد (چچا) کو چھوڑتا ہے تو دادا کو پوتے کی وراثت ملتی ہے، اس کے برعکس دادا جب اپنی اولاد کے ساتھ پوتا کو اور پوتے کی اولاد کو چھوڑتا ہے تو دادا کی وارثت پوتے کو کیوں نہیں ملتی ہے، کیا یہ فقہاء کرام کی اجتہادی غلطی نہیں ہے؟

جواب :

آیئے! میں آپ کو بتاؤں کہ اشکال کی اصل غلطی کیا ہے، اشکال کی اصل غلطی یہ ہے کہ جس طرح ثبوت عدم اور عدم ثبوت کو خلط ملط کرنے کی مثال دی گئی تھی، اسی طرح سبب وراثت اور جہت

توریث دو مختلف عوامل ہیں، دونوں کو ایک سمجھ لیا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ علم میراث میں وارث کے ترکہ پانے میں یکے بعد دیگرے تین عوامل کام کرتے ہیں، پہلا عامل سبب وراثت ہے، یعنی وارث اور مورث کے درمیان رشتہ ہونا چاہئے ،علم میراث میں تین رشتے (۱) قرابت نسبی، (۲) قرابت سببی اور (۳) ولاء، اسباب وراثت مانے گئے ہیں، سبب وراثت سے صرف اتنا ہوتا ہے کہ جن دو اشخاص کے درمیان کوئی سبب وراثت پایا جائے گا تو اس سبب سے دونوں اشخاص ایک دوسرے کی وراثت کے مستحق قرار پائیں گے، دادا اور پوتا کے زیر بحث مسئلہ میں سبب وراثت قرابت نسبی ہے، سب ہی اسباب وارثت کا حکم یکساں نہیں ہے؛ لیکن سبب قرابت سے جب زید مثلاً عمر کا وارث ہوگا تو عمر بھی اسی قرابت سے زید کا وارث قرار پائے گا، یہ ضروری ہے، ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ زید سبب قرابت کے ذریعہ عمر کا وارث ہو اور عمر زید کا وارث قرار نہ پائے؛ لیکن جب ہم معلوم کرنا چاہیں کہ کسی وارث کو اس کے مورث سے کیا ترکہ ملے گا تو ہم اس طرح لفظ میت لکھ کر اوپر متوفی کا نام اور نیچے رشتہ کے ساتھ وارث کا نام لکھیں گے :

زید مورث

میـــــت

لڑکا عمر

اوپر زید مورث ہے، نیچے لڑکا رشتہ اور عمر وارث کا نام ہے، دوسرا عامل اس وارث کے ساتھ دوسرے ورثاء کی موجودگی یا عدم موجودگی ہے؛ چنانچہ ایک وارث کی موجودگی سے دوسرے وارث کا ترکہ کم وبیش بھی ہوسکتا ہے یا نہیں ملتا ہے، مثلاً :

زید مورث	زید مورث
میـــــت	میـــــت
لڑکا، عمر بہ موجودگی بیوی کے	لڑکا، بہن

تیسرا عامل جہت توریث ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ علم میراث میں جملہ ورثاء تین قسم کے ہوتے ہیں، ذوی الفروض، عصبہ اور ذوی الارحام، پس جہت توریث سے مراد قسم وارث ہے جو دوسرے ورثاء کی موجودگی میں علم میراث میں وارث کے لئے مقرر ہے، مثال مذکور میں لڑکا عمر بہ موجودگی بیوی کے عصبہ ہے اور بیوی خاتون بہ موجودگی لڑکا عمر کے ذوی الفروض ہے۔

اســـں لئے یہاں فقہاء کی اجتہادی غلطی ثابت کرنے کے لئے وارثت پانے میں جس دادا

اور پوتا کی نابراری کا اشکال کیا جاتا ہے اس میں دادا اور پوتا دونوں کے مابین پہلا عامل (یعنی رشتہ) اور دوسرا عامل (یعنی دوسرے ورثاء کی موجودگی) ایک جیسا ہے، یعنی دادا اور پوتا دونوں کا سبب وراثت نسبی قرابت ہے اور دادا جب مرے تو اپنی اولاد اور پوتا کو چھوڑا، ٹھیک اسی طرح جب پوتا مرا تو اپنی اولاد اور دادا کو چھوڑا مگر تیسرا عامل جہت توریث (وارث کی نوعیت) مختلف ہے؛ کیوں کہ زیر بحث مسئلہ میں دادا اپنے پوتے کا ذوی الفروض ہے؛ جب کہ پوتا اپنے دادا کا عصبہ ہے اور جب تک طرفین میں جہت توریث بھی یکساں نہ ہو ترکہ پانے میں نابرابری ہوگی، مگر یہ نابرابری اجتہادی غلطی کی دلیل نہ ہوگی؛ بلکہ عین اجتہادی تصویب کی دلیل ہوگی۔

مذکورہ پہلی صورت میں یتیم پوتے کا صاحب اولاد (۱) ہونا اس لئے فرض کیا گیا تھا کہ دادا اپنی وفات کے وقت صاحب اولاد تھا، اس مضحکہ خیز فرض نے (یعنی نابالغ کا صاحب اولاد ہونے نے) جہت توریث بدل دی پوتا نے جب اپنی اولاد اور چچا کے ساتھ دادا کو چھوڑا تو دادا ذوی الفروض اور خود پوتے کی اپنی اولاد عصبہ قریب اور چچا عصبہ بعید ہو گئے اور جب دادا نے اپنی اولاد کے ساتھ پوتا اور پوتے کی اولاد کو چھوڑا تو دادا کی اولاد اس کا عصبہ قریب اور پوتا اور پر پوتے عصبہ بعید ہو گئے؛ کیوں کہ دادا کا ذوی الفروض ہونا اور صلبی اولاد ذکور کا عصبہ قریب ہونا قرآن سے ثابت ہے، جس کی تفصیل آئندہ بیان کی جائے گی اور قاعدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ذوی الفروض کو اس کا مفروضہ یعنی مقررہ حصہ دیا جائے گا؛ کیوں کہ علاوہ اس کے کہ یہ قاعدہ قرآن ہی سے ثابت ہے، ذوی الفروض کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کے لئے میت کا ترکہ بٹہ (یعنی نصف، ثلث، سدس) وغیرہ کی شکل میں کتاب وسنت سے مقرر ہے، ذوی الفروض کو اس کا مقررہ حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ عصبہ قریب کو دیا جائے گا اور عصبۂ بعید محروم ہوگا، اسی قاعدہ کے مطابق زیر بحث مسئلہ میں پوتے کا ترکہ ذوی الفروض کی حیثیت سے دادا کو ملا اور باقی ماندہ ترکہ پوتے کی اپنی اولاد کو عصبہ قریب کی حیثیت سے ملا اور چچا محروم رہا؛ کیوں کہ وہ عصبہ بعید ہے اور جب دادا مرا تو اس کا ترکہ اپنی صلبی اولاد کو عصبۂ قریب کی حیثیت سے ملا اور پوتا عصبہ بعید ہونے کے باعث محجوب رہا؛ کیوں کہ یہاں ذوی الفروض کوئی نہیں ہے، دادا کی صلبی اولاد اور پوتا دونوں ہی عصبہ ہیں۔

---

(۱) یعنی نابالغ کا صاحب اولاد ہونا اس کی مضحکہ خیزی، ص:۱۱ کے حاشیہ میں واضح کی گئی ہے۔

جواب کا خلاصہ

یہ ہوا کہ دادا نے اپنی اولاد کے ساتھ پوتا اور پوتے کی اولاد ورثاء چھوڑے، اسی طرح پوتے نے اپنی اولاد کے ساتھ دادا اور دادا کی اولاد ورثاء چھوڑے ہیں وہ سب وراثت یعنی رشتہ کے لحاظ سے ہم نوع ہیں؛ لیکن برابر برابر وارثت پانے کے لئے صرف رشتہ کا ہم نوع ہونا کافی نہیں ہوتا ہے، برابر برابر ترکہ پانے کے لئے رشتہ کے ساتھ جہت توریث (قسم وارث) کا ہم نوع ہونا بھی ضروری ہے، یہاں درحقیقت دادا نے بلحاظ قسم وارث کے ایک عصبۂ قریب اور دو عصبۂ بعید چھوڑے، جب کہ پوتے نے ایک ذوی الفروض ایک عصبۂ قریب اور ایک عصبۂ بعید چھوڑا ہے؛ لہٰذا دونوں بلحاظ جہت توریث ایک دوسرے کے ہم نوع نہیں ہیں، ان کو ہم نوع سمجھنا ہی غلط ہے، لازماً ترکہ پانے میں نابرابری ضرور ہوگی۔

اس مسئلہ میں بنیادی غلطی یہ ہے کہ جس طرح عدم ثبوت اور ثبوت عدم کو گڈ مڈ کردیا گیا تھا، اسی طرح سبب وراثت اور جہت توریث دونوں کو ایک سمجھ لیا گیا، جس سے غلط فہمی بڑھتی چلی گئی۔

دوسری صورت

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو شکل زیر بحث تھی اس میں اُصولی طور پر کیا کیا قباحتیں ہیں، اب ایک دوسری شکل کا بھی جائزہ لیجئے، پیش کردہ چار صورتوں میں سے ایک شکل یہ بھی ہے جو اس ضمن میں زیر بحث آسکتی ہے، یعنی دادا اور چچا کو چھوڑ کر لاولد پوتا انتقال کرگیا، اسی طرح دادا کا انتقال ہوگیا اور اس نے اپنے لڑکوں کے ساتھ پوتا کو بھی چھوڑا، اس صورت میں بھی دادا کا ترکہ پوتے کو نہ ملے گا، جب پوتے کا ترکہ دادا کو ملے گا، اس تمثیل میں مذکورہ مضحکہ خیزی (یعنی یتیم نابالغ کا صاحب اولاد ہونا) تو نہیں ہے، مگر طرفین سے جہت توریث کی ہم شکلی اس صورت میں بھی نہیں ہے اس لئے لازماً ترکہ پانے میں نابرابری ہوگی؛ کیوں کہ جہت توریث بدل گئی، یہ فقہاء کرام کی اجتہادی غلطی نہیں ہے؛ بلکہ ایک اُصولی نتیجہ ہے جو قانون میراث کے تحت سامنے آتا ہے۔

تیسری صورت

ویسے دادا اور پوتے کی ایک صورت ایسی بھی ہے، جس میں پہلا عامل (سبب وارثت، مورث سے وارث کا رشتہ) اور دوسرا عامل کی برابری کے ساتھ جہت توریث (ذوی الفروض اور عصبہ) نہیں بدلتی

ہے اور وہ ہے ہماری پیش کردہ تیسری صورت یعنی دادا مرا صرف یتیم پوتا کو چھوڑ کر اور یتیم پوتا مرا صرف دادا کو چھوڑ کر اس صورت میں سبب وراثت اور جہت توریث دادا اور پوتا دونوں میں یکساں ہے، اسی کے ساتھ دوسرے ورثاء کی عدم موجودگی میں ہم شکلی بھی پائی جاتی ہے، اس لئے اس اُصولی اتحادِ جہت کی بنا پر دادا کو پوتے کے ترکہ میں اور پوتے کو دادا کے ترکہ میں برابر کا حصہ ملے گا، بہر حال پہلی اور دوسری صورتوں میں ترکہ پانے میں طرفین نابرابر ہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ جہت توتوریث میں دادا اور پوتا نابرابر تھے، تیسری صورت میں دادا اور پوتا ترکہ پانے میں برابر ہیں، اس لئے کہ جہت اور اسباب توریث میں برابری ہے۔

چوتھی صورت

یعنی کہ دادا اپنے لڑکوں اور پوتا کو چھوڑ کر انتقال کر گیا، اسی طرح پوتے کا انتقال باپ اور دادا کی موجودگی میں ہو گیا، یہ وہ صورت ہے کہ نہ دادا کا ترکہ پوتے کو ملے گا اور نہ پوتے کا ترکہ دادا کو، اس کی وجہ یہ ہے کہ تینوں عوامل اس صورت میں طرفین میں یکساں پائے جاتے ہیں اس لئے اس چوتھی صورت میں دادا اور پوتا کے ترکہ کا حکم بھی یکساں ہے، فرق یہ ہے کہ اس چوتھی صورت میں دوسرا عامل جو پایا جاتا ہے وہ موجب ارث نہیں؛ بلکہ مانع ارث ہے اس لئے حکم کی یکسانی ترکہ نہ ملنے میں ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ کسی بھی وارث کو مورث کا ترکہ یکساں یا کم وبیش ملنا حتیٰ کہ وارث کا مورث سے مجوب (محروم) ہونا سب ہی ان ہی تین عوامل پر منحصر ہیں، اس لئے یہ قاعدہ مطرد بھی ہے اور منعکس بھی۔(١)

واضح رہے کہ تیسری صورت میں فقہاء نے دادا اور پوتا دونوں کو وراثت دی ہے، باوجودیکہ پوتا یتیم بھی ہے اور دونوں طرف دوسرے ورثاء ایک ہی نوعیت کے ہیں اور چوتھی شکل میں نہ دادا کی وراثت پوتے کو ملتی ہے اور نہ پوتے کا ترکہ دادا کو ملتا ہے، مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جن صورتوں میں فقہاء نے دادا کو وارث اور پوتے کو مجوب کیا ہے ان میں اجتہادی غلطی کا نہیں، سارا دخل ان تین عوامل کا ہے۔

---

(١) مطرد اور منعکس یہ منطقی اصطلاحات ہیں، جو حضرات منطقی اصطلاحات سے واقف نہیں ہیں، وہ مختصر طور پر یہ سمجھیں کہ یہ تینوں عوامل موجب ارث بھی ہوتے ہیں اور مانع ارث بھی، تیسری صورت میں تینوں عوامل موجب ارث ہیں اور چوتھی صورت میں مانع ارث؛ لہٰذا وراثت ملنے میں بھی اور نہ ملنے میں بھی انھیں تین عوامل کو دخل ہے۔

مخالفین کا خیال ہے کہ اُصول اور قانون پر جو بھی زد آئے ہر حال میں یتیم پوتے کو دادا کا ترکہ ملنا ہی چاہئے، ساتھ ہی اگر کسی شکل میں پوتے کو دادا کا متروکہ نہیں ملتا تو اسے فقہاء کرام کی غلطی قرار دیتے ہیں، جب کہ فقہاء کی غلطی کے ثبوت کا طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ ان کے فتویٰ کو قرآن یا حدیث سے غلط ثابت کر دیا جائے، قارئین نے ملاحظہ فرمایا کہ دادا اور پوتا کی وراثت کی شکل کل ۲۷ صورتیں ممکن ہیں، جن میں صرف ایک حالت (چچا کی موجودگی) میں فقہاء کرام نے پوتا کو محجوب الارث قرار دیا ہے اور اس ایک شکل میں فقہاء کرام نے ایسا حکم کیوں دیا؟ اس کی وضاحت اُصولی مباحث کی روشنی میں کی جا چکی ہے اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ فقہاء کرام نے جو کچھ فرمایا ہے اُصولِ میراث کے پیش نظر ہی فرمایا ہے، اگلے صفحات میں اس مسئلہ کی مزید توضیح استدلالی انداز میں کی جا رہی ہے۔

استدلال سے پہلے

پوتے کی وراثت کا مسئلہ علم میراث کی ایک جزئی ہے اور علم میراث علم فقہ کا ایک حصہ ہے، فقہ کے بنیادی ماخذ چار ہیں: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت، (۳) اجماع، (۴) قیاس، اس لئے فقہ کے کسی بھی مسئلہ کے ثبوت کے لئے ان میں سے کسی ایک سے استدلال کافی ہونا چاہئے؛ لیکن پوتے کی وراثت کے مسئلہ میں چند حضرات چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو براہ راست قرآن یا حدیث سے ثابت کیا جائے اور اگر اس ایک مختلف فیہ شکل میں قرآن یا حدیث سے فقہاء کے قول کو ثابت نہ کیا جا سکا تو ایسے حضرات کا خیال ہے کہ پوتے کا محجوب الارث ہونا غلط ہے؛ حالاں کہ خود یہ غلط کہنا اور محجوب الاِرث پوتے کو حق دلانے کی کوشش کرنا اسی وقت درست ہوسکتا ہے، جب اسے بھی قرآن اور حدیث سے ثابت کیا جا سکے یا اجماع اور قیاس میں سے کسی سے بھی استدلال کیا جائے؛ لیکن یہ حضرات ثبوت حکم کے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں پیش کرتے، صرف اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، ان حضرات کی گفتگو سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک فقہ کے دوسرے ادلہ اجماع اور قیاس ناقابل اعتبار ہیں، اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں اور مفید بھی کہ پہلے فقہ کے ادلۂ اربعہ پر مختصر مگر ضروری تبصرہ کریں، اس تبصرہ سے معلوم ہوگا کہ ان دلائل میں کونسی دلیل قطعی ہے اور کونسی ظنی؟ کون نص ہے اور کون اجتہادی؟ کون دلیل مثبت حکم ہے اور کون مظہر حکم اور یہ کہ زیر بحث جزئی کس دلیل سے ثابت ہے، اگر ظنی دلیل سے ثابت ہے تو فقہاء پر اجتہادی غلطی کا الزام صحیح ہوسکتا ہے، پھر اس صورت میں قرآن یا حدیث سے ثبوت کا مطالبہ بھی معقول ہوگا۔

اُصولِ فقہ کی کتابوں میں ماخذ فقہ کے لئے تین طرح کی تعبیریں ملتی ہیں: ایک تعبیر یہ ہے کہ فقہ کے اُصول چار ہیں، کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس، اس تعبیر سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا ان میں کسی کو کسی پر اولیت یا اولویت حاصل ہے، اس کے برعکس ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ چاروں ادلہ آپس میں مساوی درجہ رکھتے ہیں، قیاس جو اس تعبیر میں چوتھے نمبر پر ہے اور کتاب اللہ جو پہلے نمبر پر ہے دونوں کسی فقہی مسئلہ کے ثبوت کے لئے ایک ہی درجہ کی دلیل ہے۔

دوسری تعبیر یہ ہے کہ اُصولِ فقہ تین ہیں: کتاب، سنت، اور اجماع اور چوتھی اصل قیاس ہے، جو مذکورہ تین اُصول کی فرع ہے، اس تعبیر کے مطابق کتاب، سنت اور اجماع ایک درجہ کی دلیل اور قیاس دوسرے درجہ کی دلیل متصور ہوگی۔

تیسری تعبیر یہ بھی ہے کہ اُصولِ فقہ تین ہیں، کتاب، سنت اور اجتہاد، حدیث معاذ بن جبلؓ میں اسی ترتیب سے اُصول ثلاثہ کتاب اللہ، سنتِ نبوی ﷺ اور اجتہاد بیان کیا گیا ہے، اجتہاد کے معنی غور وتدبر کے ہیں، مگر یہاں اس سے مطلق غور وتدبر مراد نہیں؛ بلکہ صرف کتاب وسنت میں غور وتدبر مراد ہے، پھر اس اجتہاد کی دو قسمیں ہیں، قیاسی اور غیر قیاسی، اس کی تفصیل یہ ہے، ایک طرف مسائل یعنی سوالات ہیں، دوسری طرف ان کے احکام، بعض مسائل ایسے ہیں جن کا حکم قرآن یا سنت میں منصوص ہے، اس کے برعکس بعض مسائل حادث اور نو پیدا ہیں، ظاہر ہے کہ جب سوال ہی عہد نبوی ﷺ میں پیدا نہ ہوا تو جواب منصوص کیسے ہوسکتا ہے، پھر جب کبھی سوال پیدا ہوگا تو کتاب وسنت ہی سے اس کا جواب معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی، دوسری طرف شریعت کے جملہ (منصوص) احکام معلل ہیں، یعنی ہر حکم شرع کی کوئی نہ کوئی علت ہوتی ہے، مگر ضروری نہیں کہ منصوص حکم کی علت بھی منصوص ہو، بعض احکام کی علت اس کے اشباہ ونظائر میں اجتہاد بمعنی غور وتدبر کرکے مجتہد خود متعین کرتا ہے۔

تیسری طرف بعض احکام ہر طرح واضح ہوتے ہیں اور بعضے احکام کسی نہ کسی لحاظ سے غیر واضح ہوتے ہیں یا اس وجہ سے کہ حکم بجائے خود مبہم ہے یا اس وجہ سے کہ حکم میں اجمال ہے یا حکم کا اشتمال محکوم علیہ کے بعض افراد پر گنجلک ہے وغیرہ وغیرہ، اگر مسائل ہیں نو پیدا، جن کا حکم منصوص نہیں تو بذریعہ اجتہاد ان کے احکام معلوم کرنا اور اگر مسائل ہیں منصوص الحکم مگر غیر واضح تو بذریعہ اجتہاد کے ان احکام کی وضاحت کرنا یہ دو کام فقہاء مجتہدین کے لئے مخصوص ہیں، مسائل نو پیدا میں احکام معلوم

کرنے کا طریق اجتہاد یہ ہے کہ منصوص حکم کی علت جو منصوص ہو یا مجتہد نے اس کے اشباہ ونظائر میں اجتہاد کر کے متعین کی ہو، نو پیدا مسائل میں جاری کر کے منصوص حکم ان پر لگا دیا جائے، اسی کو قیاس کہتے ہیں، قیاس میں علت کی تعیین میں بھی اور منصوص علت کے اجراء میں بھی خاص کر جب بعض ہی مجتہدین کا اجتہاد ہو، خطا کا احتمال رہتا ہے، یہی مبنیٰ ہے ''المجتہد یخطی ویصیب'' کا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ قیاس میں بذریعہ اجراء علت کے حکم کا اثبات ہوتا ہے، اس لئے قیاس مثبت حکم اور ظنی ہوتا ہے، پس اگر زیر بحث دونوں جزئی میں مجتہدین نے قیاس والا اجتہاد کیا ہے تو حمید دلوائی کے حمایتی کے کہنے کے مطابق عین ممکن ہے کہ فقہاء نے اجتہادی غلطی کی ہے؛ لیکن اگر حکم منصوص ہو، مگر غیر واضح تو مجتہدین کا اجتہاد یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں غور وتدبر کر کے مبہم کو واضح یا مجمل کی تفصیل کرے، اب اگر یہ اجتہاد جملہ مجتہدین کا ہو تو اس کو اجماع کہتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اجماع میں حکم قرآن یا حدیث ہی سے ثابت ہوتا ہے، اس لئے اجماع اس حکم کا صرف مظہر ہے مثبت نہیں، مثبت وہ ہے جو اجماع کا مبنیٰ ہے۔

استدلال

ہم نے اس مقالہ کے شروع میں زیر عنوان ''اُصول میراث کے مطابق دادا اور پوتے کی وراثت کا اجمالی خاکہ'' لکھا ہے، ظاہر ہے ہر وارث اپنے لئے کوئی نہ کوئی وجہ ترجیح ثابت کر سکتا ہے، اس لئے خدا اور اس کے رسول ﷺ نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر ورثاء کی تین قسمیں قرار دی ہیں؛ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِاَ بَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۔ (النساء:۱۱)

(۱) اس آیت میں اولاد کو ابوین کا اور ابوین کو اولاد کا ترکہ ملنا بیان کیا گیا ہے۔

(۲) اور ''لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ'' کا حکم دے کر اولاد ذکور کو عصبہ قرار دیا گیا ہے۔

(۳) اور اولاد کی موجودگی میں سدس کا حکم دے کر ماں باپ دونوں کو ذوی الفروض اور اولاد کی غیر موجودگی میں ماں کے لئے ثلث کا حکم دے کر ماں کو ذوی الفروض اور باپ کو عصبہ قرار دیا گیا ہے۔

(۴) اس آیت میں ترکہ پانے کا حکم چند مخصوص رشتہ داروں کے لئے ہے، باب وراثت میں یہ پہلا عامل ہے۔

(۵) وارث کے لئے دوسرے کی موجودگی میں ترکہ پانے کا حکم دیا گیا ہے، یہ دوسرا عامل ہے۔

(٦) ایک ہی رشتہ دار کے لئے دوسرے مختلف رشتہ داروں کی موجودگی میں مختلف ترکہ کا حکم دیا گیا ہے، یہ تیسرا عامل ہے، اسی کو ہم نے جہت توریث سے تعبیر کی ہے، اسی طرح تینوں عوامل قرآن میں مذکور ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ اولاد ذکور ہر حال میں عصبہ اور ماں ہر حال میں ذوی الفروض اور باپ کسی حال میں ذوی الفروض اور کسی حال میں عصبہ دونوں ہے، زیر بحث مسئلہ بھی اولاد اور ابوین ہی سے متعلق ہے اور آیت میں اولاد سے صلبی اولاد (لڑکا، لڑکی) اور ابوین سے ماں باپ بالاتفاق اور بالیقین مراد ہیں، مگر اولاد میں صلبی اولاد کے علاوہ بالواسطہ اولاد (پوتا، پوتی) اور ابوین میں ماں باپ کے علاوہ بالواسطہ ابوین (دادا، دادی) داخل ہیں یا نہیں؟ بحث طلب ہے مگر دو باتیں بالکل واضح ہیں، ایک یہ کہ بالواسطہ اب اور ابن یعنی دادا اور پوتا کے لئے قرآن وحدیث میں کہیں الگ سے حکم بیان نہیں کیا گیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ لغت اور عام عربی بول چال میں اولاد کا اطلاق پوتا پوتی پر اور ابوین کا اطلاق دادا دادی پر بھی ہوتا ہے، اس لئے اگر عام اطلاق کے برخلاف اولاد سے پوتا پوتی کو اور ابوین سے دادا دادی کو ہر حال میں خارج مانا جائے تو میراث کے متعلق قرآن کا حکم پوتا پوتی اور دادا دادی، کو حاوی نہیں رہتا، اور اگر اس بنیاد پر کہ قرآن نے پوتا پوتی اور دادا دادی کا حکم الگ سے بیان نہیں کیا ہے، لفظ اولاد میں صلبی اولاد لڑکا، لڑکی کو اور بالواسطہ اولاد پوتا پوتی کو اور لفظ ابوین میں بلا واسطہ ابوین ماں باپ کو اور بالواسطہ ابوین دادا دادی کو بھی ہر حال میں داخل مانا جائے تو بالواسطہ اولاد پوتا پوتی کو ان کے ابوین کی موجودگی میں جو بلا واسطہ اولاد ہیں، اور بالواسطہ ابودین دادا دادی کو ان کے ابناء کی موجودگی میں جو بلا واسطہ ابوین ہیں، وارث ماننا ہوگا، جس سے دو خرابیاں لازم آئیں گی، ایک

یہ کہ والدین کی موجودگی میں بھی دادا کے متروکات سے پوتے کو حصہ مل جائے گا، جس سے بہت سارے مسائل کھڑے ہوجائیں گے، اس کے علاوہ اُمت میں بھی کوئی اس کا قائل نہیں حتیٰ کہ یہ مخالفین بھی اس کے قائل نہیں، دوسری یہ کہ علم میراث کی بنیاد ہی ڈھ جائے گی، اس لئے کہ بلا واسطہ اولاد اور ابوین اپنے لئے وجہ ترجیح ثابت کریں گے، اس سے معلوم ہوا کہ ہر حال میں لفظ اولاد میں پوتے کو اور لفظ ابوین میں دادا کو داخل ماننا متعذر ہے۔

ان اشکالات کے حل کے لئے مجتہدین نے اجتہاد بمعنی غور وتدبر کرکے صلبی اولاد اور بلا واسطہ ابوین (ماں باپ) کی غیر موجودگی میں پوتا پوتی اور دادا دادی کو صلبی اولاد اور ماں باپ کے قائم مقام قرار دیا ہے کہ سوائے اس کے کوئی دوسرا چارہ بھی نہیں ہے، قطع نظر اس سے کہ پوتا پوتی یتیم ہو یا نہ ہو بالغ ہو یا نابالغ، اس طرح جملہ فقہاء کرام نے ایک ہی بات فرمائی، اس لئے اجماع ہوگیا اور یہ ان کے اجماع کا پہلا مرحلہ ہے، اور جیسا کہ آیت مذکورہ میں ''للذکر مثل حظ الانثیین'' کا حکم دے کر اولاد ذکور کو عصبہ اور سدس اور ثلث کا حکم دے کر ماں کو ذوی الفروض اور باپ کو ذوی الفروض اور عصبہ گردانا گیا ہے، صلبی اولاد کی غیر موجودگی میں پوتا پوتی کے عصبہ ہونے پر اور ماں باپ کی غیر موجودگی میں دادا دادی کے ذوی الفروض ہونے پر مجتہدین نے اجماع کیا ہے، یہ ان کے اجماع کا دوسرا مرحلہ ہے، اس موقع پر شریفیہ نے لکھا ہے :

ثم يقسم الباقي ... بين ورثته اى الذين ثبت ارثهم بالكتاب كالمذكورين فى الآيات القرآنية والسنة كمن ذكر فى الاحاديث نحو قوله عليه السلام اطعموا الجدات السدس واجماع الامة كالجد وابن الابن وسائر من علم توريثهم بالاجماع۔

یعنی تجہیز وتکفین اور وصیت اور دَین کی ادائے گی کے بعد باقی ترکہ ان وارثین پر تقسیم کیا جائے گا، جن کی وراثت کتاب اللہ سے یا سنت نبوی سے یا اجماع سے ثابت ہو، اجماع کی مثال دادا اور پوتا ہے، یہ ان کے اجماع کا پہلا مرحلہ ہے :

فيبدء ... باصحاب الفروض وهم الذين لهم سهام معقدرة فى كتاب الله او سنة رسوله او الاجماع ، كما ذكره السرخسى۔

یعنی مذکورہ بالا ترکہ کی تقسیم کی ابتداء ذوی الفروض سے کرنی ہوگی، ذوی الفروض وہ ہیں جن کے حصے کتاب اللہ یا سنت نبوی یا اجماع سے مقرر ہوں، یہ دوسرے مرحلہ کا اجماع ہے، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فقہاء نے لڑکے کی عدم موجودگی میں پوتے کے وارث اور عصبہ ہونے پر اور باپ کی غیر موجودگی میں دادا کے وارث اور ذوی الفروض ہونے پر جو اجماع کیا ہے، وہ آیت میراث کی بنا پر کیا ہے، نیز ترکہ دینے میں ذوی الفروض سے پہل کرنی ہوگی؛ کیوں کہ یہ حکم منصوص ہے، یہ فقہاء کا اجماع ہے، اس سے پہلے درسگاہ رسالت سے علم الفرائض کے اعلیٰ سند یافتہ صحابی حضرت زید بن ثابتؓ صلبی اولاد کی غیر موجودگی میں پوتے کے وارث ہونے کا اور موجودگی میں محجوب ہونے کا فتویٰ دے چکے تھے؛ چنانچہ بخاری کی حدیث میں ہے :

ولد الابناء بمنزلة الولد اذا لم یکن دونهم ولد ذکرهم کذکرهم وانثاهم کانثاهم یرثون کما یرثون ویحجبون کما یحجبون ولا یرث ولدا لابن مع الابن ۔ (بخاری:۲/۹۹۷)

بیٹوں کی اولاد صلبی اولاد کی غیر موجودگی میں بمنزلہ صلبی اولاد کے ہیں، پوتا مثل بیٹے کے اور پوتی مثل بیٹی کے ہے، جیسے وہ وارث ہوتے ہیں یہ بھی وارث ہوں گے، جیسے وہ محجوب ہوتے ہیں یہ بھی محجوب ہوں گے اور بیٹے کی اولاد (پوتا پوتی) بیٹے کی موجودگی میں وارث نہ ہوگی، اس فتویٰ پر علامہ عینیؒ نے شرح بخاری جلد: ۱۱، ص: ۹۷ میں لکھا ہے: ''وهذا الذی قاله زید اجماع'' یعنی حضرت زیدؓ نے جو فتویٰ دیا ہے اس پر اجماع ہو چکا ہے اور خود فقہاء کا یہ اجماع عہد صحابہ کے فیصلہ کی بنا پر ہے، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، حضرت زید بن ثابتؓ کو فہم قرآن کا جو حصہ ملا تھا اور مزاج نبوی ﷺ کی جو پرکھ تھی اسے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں، انھوں نے پوتے کے مسئلہ میں صراحت فرما دی، اگر اس پر کوئی اختلاف صحابۂ کرام میں ہوتا تو وہ بھی حدیث کی کتابوں میں آج موجود ہوتا؛ لیکن ایسا کوئی اختلاف نہیں ملتا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کبار صحابہ کی نگاہ میں یہ کوئی اجنبی چیز نہیں تھی اور صحابۂ کرام کی جماعت نے حضرت زیدؓ کے اس فیصلہ کو قبول کیا تھا، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ :

(۱) یہ مسئلہ اجماع سے ثابت ہے جو صرف مظہر حکم ہوتا ہے، مسئلہ کا اصل مثبت وہ ہے جس پر اجماع کی بنیاد ہے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اجماع کی بنیاد آیت میراث ہے؛ لہٰذا یہ مسئلہ دراصل آیت میراث ہی سے ثابت ہے۔

(۳) اُصولِ فقہ کی تینوں تعبیروں کے مطابق اجماع دلیل قطعی ہے، قیاس کی طرح ظنی نہیں ،اس لئے یہ مسئلہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

(۴) زیر بحث پہلی جزئی پوتے کی وراثت کی ہے،ثابت یہ ہوا کہ پوتا بیٹے کی غیر موجودگی میں بیٹے کا قائم مقام ہے، چوں کہ بیٹا جملہ ۲۷ صحیح حالتوں میں وارث ہوتا ہے،اس لئے پوتا ۲۶ صحیح حالتوں میں وارث ہوگا،صرف ایک حالت (بیٹے کی موجودگی) میں محجوب ہوگا۔

(۵) ثابت یہ ہوا کہ مورث کے جس بیٹے کی موجودگی میں پوتا محجوب ہوگا وہ بیٹا مطلق ہے، خواہ پوتا کا باپ ہو یا چچا۔

(۶) یہ ثابت ہوا کہ بیٹے کی موجودگی میں جو پوتا محجوب ہوگا وہ مطلق ہے،خواہ نابالغ ہو یا بالغ ،یتیم ہو یا غیر یتیم۔

(۷) یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جس حالت میں پوتا محجوب ہوگا اس کے بغیر چارہ بھی نہ تھا اور آگے ایک بحث آرہی ہے کہ جس حال میں کہ پوتا محجوب ہوگا، محجوب ہونا ہی اس کے لئے مناسب ہے۔

(۸) زیر بحث دوسری جزء یہ ہے کہ ہم نوع ورثاء چھوڑنے کے باوجود دادا تو پوتے کا وارث ہوتا ہے، پوتا دادا کا وارث نہیں ہوتا،اس سے فقہاء کی اجتہادی غلطی ثابت ہوتی ہے اس کے لئے یہ مثال دی جاتی ہے کہ پوتا کا انتقال ہوگیا اور اس نے اپنی اولاد اور دادا کو چھوڑا، یا دادا نے اپنی صلبی اولاد اور پوتا کو چھوڑ کر انتقال کیا اس مثال میں ہم نوع ورثاء چھوڑنے کے باوجود فقہاء کے نزدیک پوتے کا ترکہ دادا کو ملتا ہے، دادا کا ترکہ پوتے کو نہیں ملتا، یہ اشکال دو جزء پر مشتمل ہے :

(۱) طرفین کا ہم نوع ورثاء چھوڑنا۔

(۲) ترکہ پانے میں طرفین کی نابرابری۔

گذشتہ صفحات میں ہم پوری تفصیل سے اس اشکال کے دونوں جزء پر بحث کر چکے ہیں ، یہاں صرف ثبوت دینا ہے۔

آیت میراث میں ''للذکر مثل حظ الانثیین'' کا حکم دے کر اولاد ذکور کو عصبہ قرار دیا گیا ہے؛ لہٰذا اولاد ذکور کا قائم مقام پوتا بھی عصبہ ہوا اور سدس اور ثلث کا حکم دے کر ابوین کو ذوی الفروض قرار

دیا گیا ہے؛ لہٰذا ابوین کا قائم مقام دادا بھی ذوی الفروض ہوا، بے شک رشتہ کے لحاظ سے طرفین نے ہم نوع ورثاء چھوڑے ہیں، مگر وہ عصبہ اور ذوی الفروض کے لحاظ سے ہم نوع ورثاء نہیں ہیں، دادا جب مرا تو یہ نہ کہئے کہ اس نے اپنی اولاد اور پوتے کو چھوڑا بلکہ یہ کہئے کہ دادا جب مرا تو ایک قریب (صلبی اولاد) اور ایک بعید (بالواسطہ اولاد پوتا) دو عصبے چھوڑے اور جب پوتا مرا تو یہ نہ کہئے کہ اپنی اولاد اور دادا کو چھوڑا؛ بلکہ یہ کہئے کہ جب پوتا مرا تو ایک عصبہ (اپنی اولاد) اور ایک ذوی الفروض (دادا) چھوڑے، اس لئے مذکورہ مثال میں طرفین نے ہم نوع ورثاء نہیں چھوڑے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہم نوع ورثاء چھوڑنے کا یہ اشکال بجائے خود غلط فہمی پر مبنی اور غلط اشکال ہے اور اشکال کی یہ غلطی آیت میراث سے ثابت ہے، اشکال کا دوسرا جزء ترکہ پانے میں نابرابری کا ہے، جزء اول کے سلسلہ میں آیت میراث کے مطابق معلوم ہوا کہ دادا مثال مذکور میں ذوی الفروض ہے اور پوتا عصبہ بعید اور ذوی الفروض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کا مقررہ حصہ دیا جائے اور باقی ماندہ عصبہ قریب کو، ورنہ نہ ذوی الفروض ذوی الفروض رہے گا اور نہ عصبہ قریب عصبہ قریب؛ لہٰذا جب پوتا نے اپنی اولاد کے ساتھ دادا کو چھوڑا تو پوتے کے ترکہ میں سے سب سے پہلے ذوی الفروض دادا کو اس کا مقررہ حصہ دیا گیا، اس کے بعد بچا ہوا ترکہ اس کی اولاد کو دیا گیا، یہاں عصبہ بعید کوئی نہیں اور جب دادا نے اپنی اولاد کے ساتھ پوتا کو چھوڑا تو دادا کا ترکہ اس کی اولاد عصبہ قریب کو دیا گیا اور پوتا عصبہ بعید ہونے کے باعث دادا کے ترکہ سے محروم رہا، یہاں ذوی الفروض کوئی نہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اشکال کا دوسرا جزء (ترکہ پانے میں نابرابری) آیت میراث ہی سے ثابت ہے اجتہادی قیاس سے نہیں، اس مقام پر ایک توجہ طلب امر یہ ہے کہ مجموعی طور پر مثال مذکور میں چار (۱) نفر ہیں، پوتے کی اولاد اور خود پوتا، دادا کی اولاد اور خود دادا ایک عصبہ قریب اور ایک عصبہ بعید، دادا کے ورثاء میں پوتے کے ورثاء میں نہیں، اس لئے قرب و بعد دادا کا اپنے ورثاء سے مراد ہے، دادا کا پوتے سے پوتے کا دادا سے مراد نہیں، یعنی دادا کے دو ورثاء میں سے ایک اسی دادا سے قریب ہے اور وہ ہے اس کی اولاد، دوسرا اسی دادا سے بعید ہے اور وہ ہے اس کا دوسرا وارث پوتا، وہ پوتا نہیں جو مورث ہے؛ جب کہ پوتے کو متوفی فرض کر کے دادا اس کا وارث اور ذوی الفروض ہے؟ (۲)

(۱) یعنی معترضین کی تیسری بات کے تحت پہلی شکل میں۔

(۲) یہ ہم نے اس لئے واضح کر دیا کہ مخالفین کہہ رہے ہیں کہ دادا مورث اپنے وارث پوتے سے جتنا قریب یا بعید ہوگا پوتا مورث بھی اپنے دادا وارث سے اتنا ہی قریب یا بعید ہوگا، کوئی ایک قریب دوسرا بعید نہ ہوگا۔

(۹،۱۰) اس استدلال کے نمبر: ۷ میں ہم نے لکھا ہے کہ جس حال میں کہ پوتے کو دادا کی وراثت نہیں ملتی ہے نہ ملنا ہی اس کے لئے مناسب ہے؛ کیوں کہ باپ وراثت میں خدا نے "من بعد وصية او دين" فرما کر پہلے وصیت اور دین چکانے کا حکم دیا ہے، اس کے بعد ترکہ تقسیم کرنے کا، دادا اور پوتے سے متعلق اس حکم کے دو مفاد ہیں، پہلا یہ کہ دادا کو اپنی زندگی میں محسوس کرنا چاہئے کہ اس کی دوسری صلبی اولاد کی موجودگی میں اس کا یتیم پوتا قرآن کے رو سے محجوب ہوگا؛ لہٰذا وہ اپنے پوتے کے لئے وصیت کر جائے، پھر جب وہ وفات پائے تو اس کے زندہ ورثاء پہلے اس کے ترکہ سے وصیت چکائیں، اس کے بعد اپنے لئے ترکہ تقسیم کریں، اس طرح متوفی دادا اور زندہ ورثاء سب کے سب یتیم پوتے کی دستگیری میں برابر کے شریک ہوں۔

اس کا دوسرا مفاد یہ ہے کہ اگر دادا نے کوئی مال ترکہ میں نہ چھوڑا ہو، اس کے برعکس اپنے اوپر دین چھوڑ کر وفات پائی تو زندہ ورثاء بوڑھے متوفی کا دین اپنے سے ادا کرنا اخلاقی فرض سمجھیں (کیوں کہ متوفی نے انھیں زندہ اولاد کو آرام پہنچانے کے لئے قرض لیا تھا) تاکہ ایک طرف متوفی کو "عذاب الدین" سے نجات دلائیں، دوسری طرف خود کو "وتأكلون التراث اكلاً لما ، وتحبون المال حباً جماً" کے وعید سے بچائیں، اس نقطۂ نظر سے فقہاء کرام کا متفقہ فیصلہ کا جائزہ لیجئے، زیر بحث جزئی میں دادا متوفی نے اپنی صلبی اولاد اور پوتے کو چھوڑا ہے، فقہاء اسلام صلبی اولاد کو ترکہ دلاتے ہیں اور پوتے کو محجوب مانتے ہیں، اس حساب سے صلبی اولاد کو دَین بھی ادا کرنا ہوگا اور محجوب پوتے پر دَین کی ادائے گی واجب نہ ہوگی اور اگر پوتے کو محجوب نہ مانا جائے تو دَین کی ادائے گی بھی اس پر واجب، آیت کا مفاد یہ ہوا کہ جو ترکہ کا حقدار ہوگا، دَین کی ادائے گی کا ذمہ دار بھی ہوگا اور جو دَین کی ادائے گی کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے وہ ترکہ کا مستحق بھی نہ ہوگا، پس ظاہر ہے کہ پوتا جو اپنے چچا کی موجودگی میں بہر حال خردسال ہوگا دَین کی ادائے گی کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے؛ لہٰذا چچا کی موجودگی میں پوتے کا محجوب ہونا ہی مناسب ہے۔

فتلك عشرة كاملة.

خلاصۂ بحث

(۱) الف : قرابت، نکاح، اور ولاء، یہ صرف تین رشتے اسبابِ وراثت ہیں جب تک دو اشخاص کے درمیان ان تین میں سے کوئی ایک رشتہ نہ پایا جائے کوئی کسی کا وارث نہ ہوگا اور نہ کوئی کسی کا مورث، یتیمی سبب وراثت نہیں ہے، مذکورہ تینوں چیزوں کا سبب وراثت ہونا نص سے ثابت ہے۔

ب : سبب وراثت سے دو شخص ایک دوسرے کے وارث قرار تو پاتے ہیں؛ لیکن ترکہ پانے کے لئے صرف سبب وراثت کا پایا جانا کافی نہیں ہوتا ہے، ترکہ پانے کے لئے سبب وراثت پائے جانے کے بعد اولاً یہ دیکھنا ہوگا کہ جس وارث کا ترکہ معلوم کرنا ہے اس وارث کے علاوہ مورث کا کوئی دوسرا وارث بھی ہے یا نہیں۔

(۲) ورثاء کی تین قسمیں ہیں، ذوی الفروض، عصبہ اور ذوی الارحام، یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ وارث ورثاء کی قسموں میں سے کس قسم کا وارث ہے، ذوی الفروض ہے کہ عصبہ یا ذوی الارحام؛ کیوں کہ دوسرے ورثاء کی موجودگی سے اور وارث کی نوعیت (قسم) سے ترکہ ملنا اور ترکہ کا کم وبیش ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ج : ورثاء کی مذکورہ قسموں میں جو ترتیب ہے وہ دراصل ترکہ کی تقسیم کے لئے ہے، سب سے پہلے ذوی الفروض کو اس کا وہ حصہ دیا جائے گا جو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی ﷺ سے اس کے لئے مقرر ہے، اگر کئی ذوی الفروض ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو مقررہ حصہ دیا جائے گا، ذوی الفروض کے بعد باقی ماندہ کل ترکہ عصبہ کو دیا جائے گا؛ البتہ مختلف طبقہ اور درجہ کے عصبات ہوں تو ذوی الفروض کے برخلاف الاقرب فالاقرب (قریب وبعید) کا لحاظ ضروری ہے، قریب درجہ کے عصبہ کو کل باقی ماندہ ترکہ دیا جائے گا، بعید درجہ والے عصبات سب ہی محروم رہیں گے اور جب ذوی الفروض اور عصبہ کوئی نہ ہو تو تب ذوی الارحام کو دیا جائے گا، ذوی الفروض اور عصبات میں ترتیب اور عصبات کے آپس میں قرب وبعد کا لحاظ قرآن سے ثابت ہے اور دونوں کی غیر موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ دیا جانا حدیث سے ثابت ہے۔

علم میراث کے یہ اُصول جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں، اجتہادی جزئیات نہیں اور نہ کسی ایک فقیہ کی رائے ہے؛ بلکہ ان پر اُمت اور صحابہ کا اجماع ہے، اس لئے انھیں فقہاء کی غلطی سے تعبیر کرنا زیادتی ہے۔

(۱) باپ بیٹے کے درمیان سبب وراثت جس طرح رشتہ قرابت پایا جاتا ہے اسی طرح دادا اور پوتے کے درمیا بھی رشتہ قرابت پایا جاتا ہے، اس لحاظ سے دادا اور پوتے کو بھی ایک دوسرے کا وارث بنایا گیا۔

(۲) لڑکا کے لئے ابن اور باپ کے لئے اب پوتا کے لئے ابن الابن اور دادا کے لئے جد

مخصوص الفاظ ہیں، مگر آیت میراث میں ان خاص الفاظ کے ساتھ نہ باپ بیٹے کی وراثت بیان کی گئی ہے اور نہ دادا پوتے کی؛ بلکہ آیت میراث میں لفظ اولاد اور ابوین کے ساتھ وراثت ملنے کی صراحت ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اولاد سے لڑکا اور اب سے باپ بالیقین مراد ہیں، دوسری طرف قرآن لغت عرب کے مطابق نازل ہوا ہے اور لغت میں بلکہ عام بولی میں اولاد کا اطلاق پوتا پر اور اب کا اطلاق دادا پر ہوتا ہے، اس لحاظ سے بھی لفظ اولاد ہی میں لڑکا کے ساتھ پوتا اور لفظ اب ہی میں باپ کے ساتھ دادا کو شامل ماننا ہوگا۔

(۳) لیکن لڑکے کی موجودگی میں بھی پوتے کو اور باپ کی موجودگی میں بھی دادا کو ترکہ ملے عملاً متعذر ہے، (جس کی تفصیل اوپر گزر چکی) اس تعذر سے بچنے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ لڑکے کی غیر موجودگی میں پوتا لڑکے کا قائم مقام اور باپ کی غیر موجودگی میں دادا باپ کا قائم مقام قرار دیا جائے؛ کیوں کہ تعذر، لڑکا اور باپ کی موجودگی ہی میں تھا، بجز اس کے کوئی چارہ نہیں۔

پس ان قرآنی اُصول کے مطابق بیٹا اور پوتا صرف عصبہ ہیں اور ۲۷/حالتوں میں سے ۲۶ حالتوں میں پوتا بیٹے کا قائم مقام ہے، اس لئے ۲۶ حالتوں میں پوتے کو دادا کا ترکہ ملے گا اور چوں کہ صرف ایک حالت (بیٹے کی موجودگی میں) پوتا بیٹے کا قائم مقام نہیں ہے، اس لئے اس ایک حالت میں وہ محجوب ہوگا اور محجوب ہونا ہی اس کے حق میں مناسب ہے۔

ان ہی قرآنی اُصول کے مطابق باپ اور دادا ذوی الفروض بھی ہیں اور عصبہ بھی؛ لہٰذا جن حالتوں میں دادا مثل پوتے کے عصبہ ہے، دادا کا ترکہ پوتے کو اور پوتے کا ترکہ دادا کو برابر ملے گا اور جس حالت میں کہ دادا ذوی الفروض ہے پوتے کا ترکہ دادا کو ملے گا اور دادا کا ترکہ پوتے کو نہ ملے گا، مگر اس آخری حالت کو یہ سمجھنا کہ دادا اور پوتے نے ہم نوع ورثاء چھوڑے ہیں غلط ہے۔

○ ○ ○